مذہب کے نام پر کسی دوسرے انسان کا حق سلب کرنے کی دنیا کا کوئی مذہب اجازت نہیں دے سکتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 رمئی 1996ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کی:

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿١٠﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ
الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١١﴾
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ
اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١٢﴾

(الرعد: 10 تا 12)

پھر فرمایا:

یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کی گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے تلاوت کی تھی اور انہی کے حوالے سے جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے جھوٹ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی۔ آج کے جمعہ کے لئے بھی میں نے انہی آیات کو عنوان کے طور پر چنا تھا تا کہ اس مضمون کے وہ پہلو جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالوں سے میں نے پیش کرنے تھے اور گزشتہ جمعہ پہ رہ گئے تھے ان کو انہی حوالوں سے دوبارہ بیان کروں یعنی مضمون تو وہی ہوگا مضمون دوبارہ ہوگا مگر وہ پہلو دوبارہ نہیں ہوں گے، وہ نئے پہلو ہیں جو آپ کے سامنے آئیں گے۔

اس دوران یعنی گزشتہ خطبہ اور اس جمعے کے دوران مختلف جگہوں سے ایسے خطوط آنے

شروع ہوئے کہ جو اگلا جمعہ ہے وہ Friday The 10th ہے یعنی مئی کی دس تاریخ ہوگی اور جمعہ ہوگا اس لئے Friday The 10th کے حوالے سے دیکھیں کیا ہوتا ہے اور زیادہ تر رجحان اس طرف تھا کہ میں اسی کو جمعہ کا موضوع بناؤں اور جہاں تک گردوپیش پر نظر ڈالنے کا تعلق ہے مجھے کوئی ایسی نئی بات دکھائی نہیں دے رہی تھی جس کو Friday The 10th کی اہمیت کے ساتھ باندھ کر میں پیش کرسکوں۔ اس لئے کوئی ارادہ بھی نہیں تھا کہ اس پر گفتگو کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون پہلے بارہا روشن کیا ہے۔ بارہا ایسے جمعہ آئے ہیں جو دسویں جمعہ تھے اور خدا تعالیٰ نے کئی قسم کے نشان دکھائے اور انذار بھی جاری فرمائے۔ تو یہ ضروری نہیں کہ قیامت تک اب Friday The 10th کا کشف جو ہے وہ ضرور اس جمعہ کو ہمیشہ اسی طرح پورا ہوتا رہے۔ بعض اوقات ایک خوشخبری آتی ہے یا ایک انذار جو ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ پورا ہوا یا پھر وقفے کے بعد، لمبے انتظار کے بعد ایک دفعہ پھر بھی پورا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی ایسے الہامات ہیں جو یہ رنگ رکھتے ہیں۔ اس لئے اوّل تو جماعت کا یہ خیال کر لینا کہ گویا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے کشفاً Friday The 10th کو دکھایا اور بار بار چمکتے ہوئے دکھایا اس لئے ضرور ہر Friday The 10th کو کوئی نشان ہوگا یہ درست نہیں ہے۔

لیکن ایک اور پہلو بھی ہے کہ سب سے پہلا Friday The 10th جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھائے جانے والے اس کشف کے بعد آیا تھا اس میں دو بڑے نمایاں انذاری نشان تھے اور بسا اوقات انذار کے ساتھ تبشیر بھی وابستہ ہوتی ہے، بشارتیں بھی وابستہ ہوتی ہیں اور اس وقت میں نے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ انذار کی کوکھ سے بھی بسا اوقات بشارتیں جنم لیا کرتی ہیں اور اس پہلو سے انذار محض کوئی ڈرا کر جان نکالنے والا مضمون نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر انذار سے فائدہ اٹھاؤ گے تو بہت سے نقصانات سے بچ سکو گے اور اگر باز نہیں آؤ گے تو جن کے لئے یہ انذار کا نشان ہے وہ تو مٹا دیئے جائیں گے مگر جن کے حق میں یہ نشان ہے ان کو بشارتیں عطا ہوں گی۔ اب دیکھیں حضرت نوحؑ کا جو سیلاب کا واقعہ ہے یہ بھی تو ایک انذاری نشان تھا مگر ایسا انذاری نشان جس نے ایک طرف تو ایک قوم کی صف لپیٹ دی۔ دوسری طرف آنے والی سب قوموں کا باپ نوحؑ کو بنا دیا اور دور دراز تک بہت وسیع علاقوں میں حضرت نوحؑ کے فیض کو جاری فرمایا یہاں تک کہ چین میں بھی حضرت نوحؑ کی طرح کے ایک بزرگ کا ذکر ملتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے سیلاب کا نشان دیا تھا اور ہندوستان میں بھی

ایسے ایک سیلاب کا ذکر ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انذار جتنا بڑا ہو اس کے ساتھ تبشیر بھی اتنی ہی بڑی وابستہ ہوا کرتی ہے۔

آج میں نے کیوں یہ مضمون چھیڑا ہے جب کہ میں نے بیان کیا کہ میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ آج کی خبروں میں ہندوستان میں رونما ہونے والے بعض واقعات جب صبح میں نے دیکھے تو معاً میری توجہ اس پہلو پر گئی کہ یہ ایک بہت بڑا انذاری نشان ہے جو مسلمانوں کو ہوش دلانے کے لئے اور اپنے اعمال کو درست کرنے کے لئے دکھایا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں ایک پارٹی جس کا نام بھارتیہ جنتا پارٹی ہے، ابھی حالیہ انتخاب جو ہوئے ہیں آج صبح اخبارات میں جوان کے نتائج میں نے دیکھے تو اس وقت میری توجہ اچانک اس طرف مبذول ہوئی کہ آج کے دن یہ بھی ایک انذاری نشان کا رنگ رکھنے والا واقعہ ہے۔ کبھی بھی بھارت میں ایسے نہیں ہوا تھا کہ تشدد پرست، یعنی لوگوں کی نظر میں تشدد پرست اور اپنے آپ کو وہ کہتے ہیں تشدد سے پاک ہیں، ایک خالصتاً مذہبی جماعت جو ہندومت کے نام پر ابھری ہو اسے اکیلی کو باقی سب جماعتوں پر اکیلے اکیلے اگر مقابلہ کیا جائے تو اکثریت حاصل ہوگئی ہے یعنی ہندو جنتا پارٹی کو بحیثیت پارٹی ہندوستان میں سب سے زیادہ ووٹ ملے ہیں اور کانگریس بھی پیچھے رہ گئی ہے اور نیشنل پارٹی بھی پیچھے رہ گئی ہے اور آزاد ممبران اور متفرق چھوٹی چھوٹی پارٹیاں بھی پیچھے رہ گئی ہیں۔

یہ ایک بہت اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور اس کے اثرات ہندوستان تک محدود نہیں رہیں گے۔ لازماً اس کا اثر گردوپیش کے ممالک پر بھی پڑے گا اور خصوصیت سے پاکستان اور کشمیر پر یہ بات اثر انداز ہوگی اور کچھ تعلقات کے دائرے بدلیں گے، کچھ ایسے واقعات رونما ہوں گے جن کے نتیجہ میں ہوسکتا ہے دونوں طرف اللہ تعالیٰ عقل و فہم عطا کرے اور اپنے مذہبی جنون کو مناسب حد اعتدال تک لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ وہ پہلو ہیں جو انذار کے اندر سے تبشیر کے نکل سکتے ہیں۔ مگر کیا ہوتا ہے؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ان حالات پر بھی بعینہٖ اسی طرح اطلاق ہو رہا ہے جیسے دوسرے مضمون پر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ وہی ایک خدا ہے جو عٰلِمُ الْغَيْبِ بھی ہے اور عٰلِمُ الشَّهَادَةِ بھی ہے۔ وہ اس کو بھی جانتا ہے جو غیب میں ہے لیکن

اس کو بھی جانتا ہے جو سامنے ہے اور ہم اس کو بھی نہیں جانتے جو ہمارے سامنے ہے۔ جو نتائج ظاہر ہوئے ہیں ان کو پڑھنے والے سیاسی پنڈت بڑے بڑے مضامین لکھیں گے لیکن امر واقعہ ہے کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے کیا اثرات رونما ہوں گے لیکن اگر یہ استنباط درست ہے کہ Friday The 10 th کے ساتھ اس کا تعلق ہے تو میں جماعت کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی اثرات رونما ہوں گے جماعت احمدیہ کے حق میں بہتر ثابت ہوں گے اور جو ابتلا آئے گا ہمارا فرض ہے کہ اس ابتلا میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور فہم عطا کرے اور اگر اس میں کوئی ان کے لئے آزمائش ہے سر بلندی کے ساتھ گزرنے کی توفیق بخشے۔

اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ظاہر ہو یا مخفی ہو جو خدا تعالیٰ کے کبر پر منفی رنگ میں اثر انداز ہو سکتی ہو۔ اس کے متعال ہونے پر منفی رنگ میں اثر انداز ہو سکتی ہو۔ ہر قسم کے حالات، ہر قسم کے انقلابات میں سے خدا کبیر اور اکبر کے طور پر ہی ابھرے گا اور اس کی سر بلندی پر کوئی منفی اثر نہیں پڑ سکتا۔ وہ رفعتوں والا ہے وہ متعال ہے وہ رفعتوں والا ہی رہے گا اور متعال رہے گا۔ پس وہ جو اپنا تعلق ایسے خدا سے جوڑ لیں جیسا کہ ہم بھی جوڑے بیٹھے ہیں یعنی جو کچھ بھی ہے ہمارا خدا ہی ہے۔ اس کے سوا دنیا کی نہ کوئی طاقت ہمیں سہارا دینے والی ہے، نہ کسی طاقت کے سہارے کی ہم پرواہ کرتے ہیں تو اس لئے ہمارے لئے تو ایک دوہری یقین دہانی ہے کہ کیسے بھی انقلاب برپا ہوں بالآخر وہ انقلاب ہمارے خدا کے غلبہ پر ہی منتج ہوں گے اور ہم بھی اس غلبہ سے خدا کی وجہ سے فیض پائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ۔ اب یہ دونوں طرف پاکستان کی طرف سے بھی اور ہندوستان کی طرف بھی ایک اَسَرَّ الْقَوْلَ کا مضمون ظاہر ہوگا اور ایک جَهَرَ الْقَوْلَ کا مضمون بھی ظاہر ہوگا۔ اَسَرَّ الْقَوْلَ کا مطلب ہے وہ اپنی بات کو بتائیں گے، اونچی کر کے سنا کر جتلائیں گے اور دونوں طرف سے یہ دعوے ہوں گے کہ ہم تو صداقت پر قائم ہیں، ہم تو انصاف کے قائل ہیں، ہماری طرف کسی قسم کی بدنیتی منسوب نہیں کی جا سکتی اور اس پارٹی نے ابھی سے یہ اعلان کرنے شروع کر دیئے ہیں کہ لوگ خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مذہبی انتہا پسند جماعت ہے اس لئے مسلمانوں پر ظلم ہوں گے، اس لئے

ہم اور بھی خونی انقلاب برپا کریں گے، کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔آپ دیکھنا کہ کانگرس سے بھی بڑھ کر ہم انصاف پسند ثابت ہوں گے۔حالانکہ کل تک ان کے اعلانات یہ تھے کہ ہندوستان میں صرف ہندو کی جگہ ہے، مسلمان کی کوئی جگہ نہیں۔ وہ باہر سے آ کر آباد ہونے والی قوم ہیں ان کو اپنے گھر واپس چلے جانا چاہئیے۔ یا رہنا ہے تو ہمارے سامنے گردنیں جھکا کر رہنا ہوگا، مجال نہیں کہ کوئی ہمارے سامنے گردن اٹھا کے یہاں پھرے۔تو ویسا ہی اعلان ہے جیسا پاکستان میں جماعت احمدیہ کے متعلق پہلے کیا جا چکا ہے۔

''چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے''

(فیض احمد فیض)

وہی رسم جو یہاں جاری تھی وہ ہندوستان میں بھی اب جاری کی جارہی ہے۔مگر احمدی بطور خاص نشانہ نہیں، تمام کے مسلمان اس کا نشانہ بنائے جائیں گے۔ یہ ان کا اَسَرَّ الْقَوْلَ ہے یعنی اَسَرَّ الْقَوْلَ سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اَسَرَّ تو ماضی کا صیغہ ہے، مطلب ہے جس نے اپنے قول کو چھپایا مگر آیت میں چونکہ اَسَرَّ کا لفظ آیا ہے اس لئے میں اس کے اشارے سے آپ کو سمجھا رہا ہوں۔سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ تم میں سے جو بھی خواہ بات کو چھپائے خواہ اسے ظاہر کرے۔سَوَآءٌ مِّنْكُمْ خدا کے نزدیک سب برابر ہیں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کہہ کیا رہے ہو، اندر سے کیا نیتیں ہیں۔تو دیکھیں اس عنوان کو بدلنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔اسی کے تابع یہ مضمون بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اور قطعی رشتوں کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے اور کیا جارہا ہے۔

جو انقلاب برپا ہو رہا ہے اس میں دعاوی تو کچھ وہ تھے جو پہلے تھے، فتح سے پہلے، وہ تو یہ تھے کہ ہم ہندوستان سے اسلام کا نام مٹا دیں گے۔مسلمان اگر ہماری تہذیب اختیار کر کے، ہمارے رنگ اختیار کر کے اپنی گردنیں ہمارے سامنے جھکا کر رہے گا تو رہے گا ورنہ اسے اس ملک سے باہر نکال دیا جائے گا اور ہندو مذہب کے اوپر عمل ہوگا۔اس بات میں اہل فکر و نظر کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے اور بہت بڑا عبرت کا سامان ہے کیونکہ میرے نزدیک اس انتہا پرستی کا ذمہ دار پاکستان کا ملاں ہے۔اگر پاکستان کا ملاں نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ ہندوستان میں مذہبی جاہلیت اس زور کے ساتھ سر اٹھاتی۔امر واقعہ یہ ہے کہ 1953ء کے فسادات کی تحقیق کے دوران اس وقت جو تحقیقی کمیشن کے

دو بڑے منصف تھے جن کا تعلق پاکستان کی سپریم کورٹ سے تھا یعنی جسٹس منیر اور جسٹس کیانی، یہ دونوں بہت بلند عالمی شہرت کے مالک اور ایسے جج تھے جن کے متعلق تمام دنیا میں ان کی قانون دانی ہی کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا بلکہ ان کی ذات کی عظمت، ان کی شرافت، ان کی بلند اقدار کی بھی ہمیشہ عزت کی گئی ہے۔ کبھی ان کے اوپر کوئی طعن کا داغ آپ لگتا ہوا نہیں دیکھیں گے۔ بڑے صاحب فراست تھے اور عدلیہ کے مضمون کو خوب سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو 1953ء کے فسادات کی تحقیق کا مطالعہ کیا تو یہ سمجھ گئے کہ ملاں بہت بڑے فساد کی طرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو بھی لے جا رہا ہے۔ چنانچہ معین طور پر ہر مولوی سے یہ سوال کیا گیا کہ دیکھو تم کہتے ہو اسلام کی بالا دستی کے نام پر تمہیں حق ہے کہ شریعت کو جیسا تم سمجھو، خواہ اس شریعت کو قبول کرنے والا اس سے اختلاف بھی رکھتا ہو اور قرآن ہی کے حوالے سے شریعت کو کچھ اور سمجھتا ہو، مگر تمہیں حق ہے کہ تم جیسا شریعت کو خود سمجھتے ہو دوسرے پر اسی شریعت کو ٹھونسو خواہ وہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف بات ہو۔ انہوں نے کہا ہاں بالکل ہمیں حق حاصل ہے۔ ایک نے بھی نہیں کہا کہ نہیں ہمیں حق حاصل نہیں۔ ہر ایک کی شریعت کا تصور مختلف تھا۔ ہر ایک نے یہ اقرار کیا اور بڑے زور اور فخر کے ساتھ سر بلند کر کے کہا ہاں ہمیں اختیار ہے ہم شریعت کو زیادہ سمجھتے ہیں اور جو سمجھتے ہیں خدا کے نام پر اسے جاری کرنے کا ہمیں حق ہے اور یہ ہمارا دستوری اور جمہوری حق ہے، صرف مذہبی حق نہیں۔

اس کے جواب میں ہمیشہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر یہ جمہوری اور بنیادی حق ہے، محض اسلام سے اس کا تعلق نہیں تو کیا آپ ہندوستان کے ہندوؤں کو یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے مذہب میں خصوصیت سے منوسمرتی کے حوالے سے وہ قوانین مسلمانوں پر جاری کریں جو ہر غیر ہندو پر جاری کرنے کا ان کا مذہبی حق ہے اور ان تمام بنیادی حقوق سے مسلمانوں کو محروم کر دیں جو ہندو مذہب کی انتہا پسند کتابیں مسلمانوں کو دینے پر آمادہ نہیں ہیں یا کسی غیر ہندو کو دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ہر مسلمان مولوی کا یہ جواب تھا **"ہاں یہ حق حاصل ہے۔"** اس پر انہوں نے کہا کہ تمہیں کوئی خدا کا خوف نہیں ہے، ذرا بھی حس نہیں کہ کروڑوں مسلمان تم ہندوستان میں پیچھے چھوڑ کے آئے ہو۔ یہاں تم ایسا ظالمانہ مؤقف اختیار کرو گے تو کل ان پر کیا بنے گی۔ ان کے خون کی ہولی کھیلی جائے گی اور تم ذمہ دار ہو گے کیونکہ تم نے جو اپنی ٹیڑھی سوچ کو شریعت کے نام پر پاکستان میں نافذ کرنے کی کوشش کی ہے

یہی کوشش کل ان پر ایک مذہبی جنون طاری کر دے گی اور تمہیں جو مذہبی آزادی کا تصور ہے کہ تم آزاد ہو اور ہر دوسرا غلام ہو یہی مذہبی آزادی کا تصور لے کر ہندو اٹھیں گے اور ہندوؤں کے سوا ہر دوسرا شہری ہندوستان کا ان کا غلام ہو جائے گا اور ایسے ظلم کئے جائیں گے جو تمہاری شریعت میں تصور بھی نہیں کئے جا سکتے۔ مودودی صاحب نے، مجھے اچھی طرح یاد ہے، یہ جواب دیا ہاں میں خوب سمجھتا ہوں اور اس کے باوجود میں اس مؤقف پر قائم ہوں۔ بے شک کریں ان کا حق ہے۔ ہمارا بھی ایک حق ہے، ان کا بھی حق ہے۔

یہ باتیں ہیں جو 1953ء میں دانشور، چوٹی کے عدلیہ کو سمجھنے والے وہ جسٹس، وہ جج جن کا مرتبہ تمام ہندوستان میں مانا گیا انہوں نے اس وقت محسوس کر لیا تھا کہ انتہا پسند ملاں صرف پاکستان ہی کو نہیں پورے ہندوستان کو کس سمت میں لے جا رہے ہیں اور آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔ تو آج دسویں تاریخ کو جمعہ کو جو یہ اعلان ہو رہے ہیں یہ لازماً کوئی گہرا پیغام لے کر آئے ہیں۔ ان کو معمولی سمجھ کر ایک اتفاقی ہونے والا الیکشن سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب میں نے یہ خبریں پڑھیں تو سارا پسِ منظر میری آنکھوں کے سامنے آ گیا جس سے میں واقف تھا کہ اس طرح مولوی کی سازش سے اسلام کے نام پر ظلم کئے جانے تھے اور ان مظالم کی بازگشت کی صدا لازماً ہندوستان سے آنی تھی اور اس کے ذمہ دار یہ لوگ ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے چوٹی کے ججوں نے اس زمانے میں اس بات کو بھانپ لیا اور گویا ایک پیشگوئی کر دی کہ تم ایسا کرو گے تو پھر اس کے لئے تیار رہو۔

آج وہ دن چڑھا ہے جس میں ہندوستان کے مسلمان کو یہ ظلم کا دور دیکھنے کی بدنصیبی بھی نصیب ہوئی ہے۔ پہلے ہی ہندوستان کے مسلمان پر بہت ظلم ہوتے رہے ہیں، ابھی بھی ہو رہے ہیں لیکن جب یہ ظلم مذہب کے نام پر قانون بن کر کئے جائیں تو بظاہر انفرادی طور پر بھیانک نہ بھی دکھائی دیں قوموں کی روح کچلی جاتی ہے۔ ایک بڑے وسیع پیمانے پر قوم قتل کی جاتی ہے۔ اب یہ جو قومی قتل ہے یہ انفرادی قتل اور انفرادی ظلم سے بہت زیادہ سنگین بات ہے۔ ہندوستان میں مسلمان پہلے ہی اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن جب ان کی تمام تہذیبی اقدار کو یکسر پامال کر دیا جائے گا اور اس قانونی حق سے محروم کر دیا جائے گا کہ اسلام ایک مذہب ہے جسے اختیار کرنے کی جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں ان کو اجازت نہیں۔ تو پھر جو بھیانک نقشہ نمودار ہوگا اس کا آپ اس وقت تصور

بھی نہیں کر سکتے۔ احمدی اس دور سے گزر رہے ہیں۔ احمدی جانتے ہیں کہ پھر ایسے دلوں پر کیا گزرتی ہے جن کے بنیادی مذہبی حقوق ان سے چھین لئے جائیں اس نام پر کہ ہم جو مذہب کا مطلب سمجھتے ہیں ہمیں حق ہے کہ اس کے مطابق عمل کریں تم جو مذہب کا مطلب سمجھتے ہو تمہیں حق نہیں ہے کہ اس کے مطابق عمل کرو کیونکہ تم ایک اقلیت ہو۔

بالکل یہی دلیل ہے سو فیصد، جس کے نتیجے میں اس پارٹی نے بعض دوسری باتوں سے تو توبہ کی ہے مگر اس بات سے توبہ نہیں کی اور فتح کے بعد بھی قائم ہے اس بات پر اور الیکشن میں قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ مسلمانوں کو جو حقوق اپنے مذہب پر عملدرآمد کے دیئے گئے تھے ہم وہ سارے حقوق واپس لے لیں گے کیونکہ ایک ملک میں دو مذہبی حکومتیں جاری نہیں ہوسکتیں۔ تو یہ تو ابھی آغاز ہے آگے آگے دیکھئے کہ ہوتا کیا ہے۔ پس بہت ہی تاریخ ساز دور میں ہم داخل ہوئے ہیں جو تاریخ ساز بھی ہے اور جس کا آغاز بہت ہی بھیانک ہے اور بہت ہی دل پر ایک لرزہ طاری کرنے والا آغاز ہے۔ لیکن جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں گے جن کی آنکھیں نہیں ہیں وہ اندھے مارے جائیں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو اب بھی یہ ضرورت ہے کہ اپنے حالات پر نظر ثانی کرے۔ مذہب کے نام پر ظلم اوّل تو بہت بڑی جہالت ہے مگر چونکہ خدا کے نام پر کیا جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسے لوگوں کو بے سزا نہیں چھوڑا کرتا۔ لمبے عرصے تک ایسی قوموں کو سزائیں ملتی ہیں اور وہ ان سزاؤں میں پیسے جاتے ہیں۔

یورپ کی تاریخ میں سپین کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ سپین میں عیسائیت کے نام پر اور عیسائیت کی سربلندی کے نام پر پہلے مسلمانوں پر ظلم کئے، پھر یہود پر ظلم کئے، پھر عیسائیت کے دوسرے فرقوں پر ظلم کئے اور اس دن کے بعد سے یہ عظیم ملک جو پہلے بہت عظیم تھا ایسا تاریکی میں ڈوبا ہے کہ آج بھی یورپ کا سب سے پیچھے رہ جانے والا ملک ہے۔ یہ سوال اٹھتے رہے ہیں، دانشور اس پر گفتگو کرتے رہے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ سپین کی قسمت میں ایک بدنصیبی گویا لکھ دی گئی ہے۔ سارا یورپ ترقی کر رہا ہے اور یہ سب سے پیچھے رہ گیا ہے اور یہی نہیں بلکہ سپینش اثر جہاں جہاں پہنچے ہیں اُن سب کو ہی یہ ملک لے ڈوبا ہے۔ Latin America جس کو کہتے ہیں وہ دراصل سپینش امریکہ ہے۔ یعنی سپین کے نفوذ والا وہ جنوبی امریکہ جس پر شروع سے ہی سپین کا تسلط رہا اور اب بھی

وہاں سپینش طرزِ فکر کی حکومت ہے اور معدنیاتی ذرائع کا جہاں تک تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے جنوبی امریکہ کو شمالی امریکہ سے کم عطا نہیں فرمائے۔ بہت ہی غیر معمولی طور پر زرخیز بھی ہے اور معدنیاتی دولتیں بھی اس کو عطا فرمائی گئی ہیں لیکن دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ اس پہلو سے کہ جتنا قرضہ سارے جنوبی امریکہ نے عالمی بینک اور دوسرے اداروں کا دینا ہے اگر ان کی ساری زمینیں بھی بک جائیں تو وہ قرض ادا نہیں ہوسکتا۔ اس کی Re-Servicing میں ان کی ساری دولت خرچ ہو رہی ہے یعنی جو Debt Re-Servicing کہلاتی ہے، قرضہ اتارنے کے لئے توفیق نہیں ہوتی بالآخر سود دینے کی بھی توفیق نہیں رہتی۔ جنوبی امریکہ کی حکومتیں وہ قرضے کا سود اتارنے میں ہی اس وقت مصروف ہیں اور ان کو اصل زرا تارنے کی توفیق ہی کوئی نہیں، نہ ہوسکتی ہے، نہ کوئی نظر آتی ہے۔ لوگ جو دانشور اس سوال پر غور کرتے ہیں اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں کہ بنیادی وجہ اس کی یہ ہے کہ سپین نے اس دور میں جو مظالم کئے تھے خصوصیت سے وہ مسلمانوں کے مظالم کو تو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہود پر جو مظالم کئے تھے وہ ان کو بہت مہنگے پڑے ہیں لیکن ظلم خواہ یہود پر ہو یا ہنود پر ہو یا مسلمان پر ہو ظلم، ظلم ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ ظالم کو ضرور اس کے ظلم کی سزا دیتا ہے، جلد پکڑتا ہے یا بدیر پکڑتا ہے پکڑتا ضرور ہے۔ پس یہ جو تاریخی جرائم ہیں ان کا جرائم کا دور بھی لمبا ہوا کرتا ہے اور پکڑ کا دور بھی بعض دفعہ بہت دیر میں آتا ہے۔ بعض دفعہ قومیں ان واقعات کو بھول بھی جاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نہیں بھولتا۔

قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

(درثمین: 151)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اعلان ہے یہ قرآنی صداقتوں پر مبنی ہے۔ پس جب تم نے ایک ظلم کا دور، خدا کے نام پر ظلم شروع کیا اور خدا کے ان بندوں کو جن کو سب سے زیادہ اسلام سے محبت تھی سب سے زیادہ عشاق محمد مصطفی ﷺ تھے اسلام کے دشمن اور رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والوں کے طور پر مجرم بنا بنا کر عدالتوں میں پیش کیا تو کیسے تم خدا کی پکڑ سے اور اس کے غیظ سے بچ سکتے ہو۔ یہ قانون بن گیا ہے۔ انفرادی طور پر تو احمدیت کو عادت ہے ہمیشہ ہی مظالم دیکھتی رہی ہے اور کبھی کسی جگہ کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ہم جانتے ہیں کہ مذاہب کی تاریخ میں انفرادی طور پر مذہبی جماعتوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، قربانیاں دینی

پڑتی ہیں۔شروع سے ہی ہم دیتے آئے ہیں۔مگر جب حکومت قانون سازی کے ذریعے ظلم شروع کرتی ہے تو پھر قوموں کے قبضہ اختیار میں یہ بات نہیں رہتی۔اس وقت ان کی قوم کی زندگی اور سلامتی پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو فرعون کے حوالے سے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور کسی اور حوالے سے اس طرح بیان نہیں فرمایا۔فرعون نے قانون سازی کر کے بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے زندگی کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی اور قانون سازی کے ذریعے ان کی قومی صلاحیتوں کو کچل کے رکھ دیا تھا۔ان کے مردوں کو عورتیں بنا دیا تھا یعنی وہ مردانہ صفات جو مقابلہ کی طاقتیں ہیں ان کو کچل کے رکھ دیا،ان کے اندر کوئی دم خم باقی نہیں رہنے دیا۔یہی وہ کوشش تھی جس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیاب جدو جہد کے بعد بالآخر الٰہی تقدیر سے فرعونیت ناکام ہوئی ہے، نہ کہ انسانی تدبیر سے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں میں تو کوئی طاقت نہیں تھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں جماعت کو جو سرخروئی عطا فرمائی ہے۔ بڑی کامیابی اور ہمت کے ساتھ ان حملوں کو پسپا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے،ان قوانین کو نامراد رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔تمام تر حکومت کی کوششوں اور سخت مظالم کے باوجود احمدیت کا نام مٹانے کی بجائے احمدیت کو پاکستان میں پہلے سے زیادہ پیوستہ کر گئے ہیں۔ یہ وہ توفیقات ہیں جو خدا کی طرف سے اترا کرتی ہیں۔ بندوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ ورنہ دنیاوی تاریخ میں تو جب بھی ممالک نے قانون سازی کے ذریعے بعض قوموں کو کچلنے کی کوشش کی ہمیشہ کچل دیا۔نا ٹسی جرمنی کے سامنے ان یہود کی کیا حیثیت تھی جو ہٹلر کی قانون سازی سے پہلے تمام جرمنی پر ایک غیر معمولی طاقت اور رعب رکھتے تھے۔ تمام جرمنی کی اقتصادیات ان کے قبضے میں تھیں۔تمام جرمنی کی سیاست سے وہ کھیل رہے تھے اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہود کی آئندہ تاریخ جرمنی سے وابستہ ہو چکی ہے۔ جرمنی کے ذریعے یہ تمام دنیا پر قبضہ کریں گے لیکن جب ایک حکومت اٹھی ہے اور قانون سازی کی ہے تو دیکھیں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ساری طاقتیں ان کی ٹوٹ گئیں۔سائنس پر قبضہ تھا تو سائنس دانوں کو نکال کر باہر پھینکا اور کوئی پرواہ نہیں کی۔آرٹ پر قبضہ تھا، میوزک پر قبضہ تھا،تصویر کشی ، بت بنانے پر بھی انہی کا قبضہ تھا اور بتوں کی تصویریں کھینچنے پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔وہ جو فائن آرٹس کہا جاتا ہے اس پر بھی یہی قوم قابض تھی۔فلسفے

پر یہ قوم قابض تھی۔سیاست پر یہ قوم قابض تھی۔تمام تعلیمی اداروں پر ان کا قبضہ تھا۔تمام Professions پر ان کا قبضہ تھا۔ڈاکٹر بھی یہی چوٹی کے تھے۔سرجن بھی یہی چوٹی کے تھے۔ سائنس دان بھی یہی تھے اور اقتصادیات کے ماہرین بھی یہی اور اقتصادی دولتوں پر قابض بھی یہی تھے لیکن دیکھیں حکومت کے سامنے کچھ پیش نہیں گئی۔تو قانون سازی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ اور جب قانون سازی کے ذریعے کسی قوم پر مظالم کئے جائیں تو پھر اس کا کوئی جواب اس قوم کے پاس نہیں رہتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور وہ ان کی حمایت میں کھڑا ہو جائے۔

پس ہندوستان میں اب یہ ہوا ہے۔ایک ایسی حکومت کے آنے کا احتمال پیدا ہو گیا ہے جو حکومت قانون سازی کے ذریعے مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔وہ قانون سازی کے ذریعے اسلام کے سارے تاریخی نشان مٹا دینے کا تہیہ کر کے آرہی ہے۔وہاں وہ سابقہ باتیں جو کسی زمانے میں بعض مسلمان بادشاہوں کی یادگاریں تھیں ابھی بھی ان کو نظر انداز کر کے فضائی پولوشن (Pollution) کا نشانہ بننے دیا گیا ہے ان کے حُلیے بگاڑ دئے گئے ہیں۔مگر یہ اتفاقی باتیں ہیں۔

جو میں دیکھ رہا ہوں آگے آنے والی باتیں اگر بی۔جے۔پی کو حکومت نصیب ہو گئی جو ابھی تک تو لٹکا ہوا معاملہ ہے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا، تو پھر دیکھیں کہ وہاں کس تیزی سے کیسے گہرے اور دیر پا اثر کرنے والے واقعات رونما ہوں گے اور اس پہلو سے مسلمانوں کو ہر جگہ اپنے کردار، اپنے اعمال، اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہئیے۔مذہب کے نام پر کسی دوسرے انسان کا حق سلب کرنے کی دنیا کا کوئی مذہب اجازت نہیں دے سکتا۔اگر دیتا ہے تو جھوٹا ہے۔تو اسلام کو جھوٹے مذاہب کی صف میں کیوں لا کھڑا کیا ہے۔اسلام تو انصاف کا ایسا علم بردار ہے کہ دنیا کی کسی مذہبی الٰہی کتاب میں انصاف کی حمایت میں ایسے عظیم الشان احکام موجود نہیں ہیں، ایسی واضح تعلیمات موجود نہیں ہیں جیسی قرآن کریم میں ہیں۔مذہبی حکومت، مذہبی حکومت کا شور ڈالا ہوا ہے ان مولویوں نے اور قرآن کریم پڑھ کے دیکھیں وہاں کسی مذہبی حکومت کا ذکر ہی نہیں ملتا۔صرف ایک مذہبی حکومت کا تصور ہے اس کے سوا سارے قرآن میں دوسری مذہبی حکومت کا کوئی تصور نہیں۔ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔اے مسلمانو! تمہارے لئے ایک ہی قانون ہے حکومت کا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔اگر تم حکومت میں آ جاؤ اگر حکومت کی باگ

ڈور تمہارے سپرد کی جائے۔ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ عدل سے حکومت کرنا ہوگی۔ عدل کے تقاضوں کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اب عدل تو توازن کو کہتے ہیں۔ عدل کے تصور کے ساتھ یہ تصور اکٹھا بیک وقت زندہ رہ ہی نہیں سکتا کہ عدل کے تقاضے ایک مذہب والے کو زیادہ سیاسی یا اقتصادی حقوق دیں اور دوسرے مذہب والے کو کم سیاسی یا اقتصادی حقوق دیں۔ Civil Rights تو تمام شہریوں کا برابر کا حق ہے اور عدل اور Civil Rights یعنی شہری حقوق میں تفریق، بیک وقت یہ دو چیزیں رہ ہی نہیں سکتیں۔ تو ایسے جاہل لوگ ہیں جو اس وقت ہمارے مذہب کی سیاست پر قابض ہیں کہ خدا کے نام پر ناانصافی کی تعلیم دیتے ہیں اور کہتے ہیں اسلام کی یہ تعلیم ہے، اسلام مسلمانوں کو حق دیتا ہے کہ اپنے لئے جتنے حقوق چاہے اسلام کے نام پر لے اور دوسرے کو جتنے حقوق سے چاہے محروم کرے مگر ہو اسلام کے نام پر، دنیا کے نام پر نہیں۔ یہ تو ناجائز بات ہے۔ خدا کے نام پر جتنے مظالم کرنے ہیں کرلو، جب وہ کھلی چھٹی دیتا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ قتل و غارت کرو، خون بہاؤ، گھر لوٹو، لوگوں کو اپنے وطن سے بے وطن کرو، جیلوں میں ٹھونسو، جھوٹے مقدمات بناؤ مگر دیکھو یاد رکھنا خدا کے مقدس نام پر بنانا ورنہ خطرناک بات ہے۔ تو اس تقدس کی حفاظت جس قوم کو نصیب ہو جائے جس کا تصور ہی تقدس سے خالی ہے تو ایسی جاہلانہ مذہبی حکومت ظاہر ہوتی ہے جس کے ساتھ ملک کا تمام امن و امان اٹھ جاتا ہے اور ملک کی گلی گلی سے ناانصافی کے واویلوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔ یہ کر بیٹھے ہو اپنے ملک میں اور تمہاری بدبختی ابھی تمہیں دکھائی نہیں دے رہی۔ یہ کچھ کر بیٹھے ہو یہاں اور اب اگلے ملک میں کروانے کے انتظام کروا رہے ہو۔ تم ذمہ دار ہو اور خدا کے حضور تم ذمہ دار ہو، تم نے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر سب سے زیادہ اسلام پر، خدا پر ظلم کئے اور اس کے بندوں پر ظلم کئے۔ اب یہی طریق کار مظالم کے تمہاری ہمسایہ قوم نے سیکھ لئے ہیں جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے اور وہاں ابھی بھی اتنی تعداد میں مسلمان موجود ہیں کہ تقریباً پاکستان کی آبادی کے برابر ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد ہے۔

تمہیں تو کچھ نصیب ہوگا یا نہیں اور میں جانتا ہوں کہ کچھ نصیب نہیں ہوگا مگر ان کے نصیب مارے گئے جو تمہارے ہم مذہب، اسی خدا کو ماننے والے، اسی رسولؐ کے عشاق تو ضرور ہیں خواہ عشق کے تقاضے پورے کریں یا نہ کریں جس خدا کو تم مانتے ہو جس رسولؐ کے عشق کا تم دم بھرتے ہو۔ ان

کے ساتھ اگر کوئی ظلم ہوا تو تم ذمہ دار ہوا اور اس ذمہ داری میں مرنے کے بعد تو جو ہوگا وہ تو اللہ جانتا ہے کہ تم سے کیا سلوک ہوگا مگر تاریخ بھی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ہمیشہ اگر ہندوستان پر لعنتیں ڈالی گئیں تو ہندوستان سے گزر کر تم پر پڑیں گی کہ تم وہ بد بخت لوگ ہو جنہوں نے ان مظالم کا آغاز کیا تھا۔اس لئے کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جو آج ہوا ہے۔ یہ ایک بہت ہی خطرناک آئندہ رونما ہونے والی تبدیلیوں کا آغاز ہے۔ایسی تبدیلیاں ہیں جن کی داغ بیل رکھی جا چکی ہے۔

اور اس وقت اس صورت حال میں جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ محض اپنی برتری دکھانے کے لئے کہ دیکھو خدا نے ہمیں سچا کر دکھایا ہرگز کمینگی کا مظاہرہ نہ کریں۔ ہماری قدر مشترک ہے۔ اسلام کی تہذیب، اسلام کے تمدن، اسلام کی طرز زندگی پر حملہ ہونے والا ہے۔ یہاں کسی مسلمان یا کسی مولوی کی بات نہیں ہو رہی۔ وہ حملہ ہے جو مجھے دکھائی دے رہا ہے اور اس میں جماعت احمدیہ کو قربانیوں کی صف میں آگے بڑھنا ہوگا۔ ہر قیمت پر اس کے خلاف آواز بلند کرنی ہوگی، اپنے ملک میں بھی اور اس دوسرے ملک میں بھی۔ دونوں جگہ اگر کوئی عقل اور نصیحت کی بات کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ اس لئے کہ سچی جماعت ہے۔اس لئے کہ اخلاص کے ساتھ بات کرتی ہے۔ انصاف کے ساتھ بات کرتی ہے اور اخلاص اور انصاف میں اگر آغاز میں طاقت نہ بھی ہو تو اس کی ذات میں یہ طاقت ہے کہ وہ بڑھتا جاتا ہے۔اس کی ذات میں غلبے کی طاقت موجود ہے۔

پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو سب سے پہلے دعاؤں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور پھر یہ یقین ہمیشہ اپنے دل میں قائم رکھنا چاہیئے کہ انقلاب جو بھی رونما ہوں گے ضرور ہے کہ دکھوں سے ہم گزریں اور ابتلاؤں میں گھیرے جائیں۔مگر جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے ہمارا خدا کبیر بھی ہے اور متعال بھی ہے اور انجام کار ہمارے لئے ہرگز نہ مایوسی ہے، نہ ناکامی ہے۔مگر رستوں کی تکلیفیں تو بہر حال رستے میں آئیں گی۔ سر بلندیوں کے دعویٰ کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم چڑھائیاں چڑھو اور تمہیں کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ چڑھائیوں کے اپنے کچھ آزار ہوا کرتے ہیں ان آزار میں سے تو گزرنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور نصیحت کے ذریعے قوم کو دکھانا شروع کریں کہ کیا ہو رہا ہے۔

ہندوستان کے احمدیوں کا فرض ہے کہ تمام سیاسی سطح پر خواہ وہ مقامی ہو یا وہ ملکی ہو، ضلعی ہو یا صوبائی ہو، ہر سطح پر دانش وروں سے ملاقاتیں کریں، ان کو بتائیں کہ کیا کیا ظلم ہونے والے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے جو اقتصادی حالات ہیں وہ اس قسم کے ظالمانہ دور کو برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ سب کچھ مٹ جائے گا۔ نہ ہندو کو فتح ہوگی نہ مسلمان کو ہوگی۔ سوائے بربادی کے مذہبی انتہا پسندی نے کبھی بھی دنیا کو کچھ نہیں دیا۔ ان کو سمجھائیں کہ پاکستان سے نصیحت پکڑ و عبرت حاصل کرو دیکھتے نہیں وہاں کیا ہوا ہے اور کس حال میں قوم پہنچ گئی ہے۔ بھائی بھائی سے الگ ہو گیا، گھر گھر ڈاکے پڑنے لگے۔ نہ عورت کی عزت محفوظ، نہ بچیوں کی عزت محفوظ، نہ بیٹوں کی، نہ باپوں کی، گلی گلی ظلم کے ناچ ہونے لگے اور کسی گھر میں کوئی امن باقی نہیں رہا۔ پولیس کی وردیوں میں ڈاکو نکلتے ہیں اور جو پولیس کی وردیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ڈاکوؤں سے کم نہیں ان کا بس چلے تو سب کچھ لوٹ لیتے ہیں۔ ایسی خوفناک صورتحال ہے اخلاقی لحاظ سے کہ جو رپورٹیں بھی مجھے ملی ہیں قتل کے مقدمات کے تعلق میں وہ کہتے ہیں کہیں قتل ہو سہی پھر دیکھو تھانے داروں کی کیسی چاندی ہوتی ہے۔ سارا جو عملہ ہے تھانے کا اس میں ایک سنسنی سی ہو جاتی ہے گویا عید کی خبر آئی ہے اور پھر وہ دونوں فریق سے زیادہ سے زیادہ لوٹنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور اگر کوئی غریب اس موقع پر جہاں بے چاروں پر پہلے ہی قتل پڑ چکا ہے، اگر جھوٹا قتل پڑا ہوا ہے پولیس کی پوری خدمت نہ کریں تو پھر وہ ان پر ایسا پکا قتل کا مقدمہ باندھتے ہیں کہ معصوم گردنیں پھانسیوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں اور کسی کو کوئی حس نہیں ہے۔ یہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، سینکڑوں مرتبہ پاکستان میں ہو چکا ہے کہ پولیس کو خوش نہ کر سکے تو ایک معصوم آدمی کی گردن پھانسی کے حوالے کر دی گئی اور جو ظالم ہے اس کو تو پیسے دینے کی عادت ہی ہے۔ اسے تو جو رشوت خور ہے بہت خوش رہتا ہے کیونکہ جو جائیدادیں بیچ کر دیتے ہیں ان کو پتا لگتا ہے کہ کیا تکلیف ہے رشوت دینے کی۔ جو جائیدادیں غصب کر کے رشوت دیتے ہیں ان کو کیا تکلیف ہے۔ آج ایک جائیداد لوٹی ہے کل پولیس کی مدد سے دوسری جائیداد لوٹ لیں گے اور ان کے ہاں کمی نہیں آتی۔ سیاست میں بھی جب سیاست گندی ہو جائے یہی کچھ ہوتا ہے۔ وہ خرچ کرتے ہیں، بڑا بڑا خرچ کرتے ہیں، مگر جانتے ہیں کہ سارے خرچ ہم نے، ایک دفعہ سیاست میں کامیاب ہو جائیں تو انہی لوگوں سے نکالنے ہیں۔ وہ جو انتخاب سے پہلے منتخب ہونے

والے امیدواروں سے پیسے لیتے ہیں یہ تو چند دن کی بات ہوتی ہے۔ پھر عرصہ انتخاب پانچ سال ہے تو پانچ سال ان لوگوں کو منتخب کو پیسے دینے پڑتے ہیں اور کئی کئی گنا واپس کرنے پڑتے ہیں۔ ہر روز کوئی نہ کوئی کام کسی بے چارے کو نکل آتا ہے، کبھی پٹواری سے نکل آیا، کبھی تھانے دار سے نکل آیا، کبھی افسر مال سے نکل آیا، کبھی ڈپٹی کمشنر سے اور اس منتخب امیدوار کے گھر کے دروازے کھٹکتے ہیں اور ہر خدمت کی قیمت ہوتی ہے اور قیمت کے بغیر خدمت لی ہی نہیں جاسکتی۔ تو جہاں اقتدار کو دولت کا ذریعہ بنالیا جائے، جہاں اقتدار کو ظلم کا ذریعہ بنالیا جائے ایسے ملک میں امن کیسے ہوسکتا ہے اور اسلام وہاں کیسے گھس سکتا ہے۔ اسلام تو ایسے ملک میں جھانکتا تک نہیں اور نام اسلام کا لے رہے ہیں۔

اگر یہ نصیحتیں نہیں سننی، اگر ان پر عمل نہیں کرنا جو میں تمہیں دکھا رہا ہوں، تم جانتے ہو کہ سچ ہے، ایک ایک لفظ سچ ہے۔ اگر یہ دیکھنے کے باوجود اپنے اخلاق میں اور اپنے اعمال میں تبدیلی نہیں کرنی تو خدا کے واسطے خدا کا نام لینا تو چھوڑ دو۔ جھک مارنی ہے تو کسی اور نام پر مارو، اسلام کے نام پر نہ مارو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر ظلم نہ کرو۔ یہ سب سے بڑا ظلم ہے جو میں نے کہا تھا کہ رسولؐ پر بھی کر رہے ہیں اور خدا پر بھی کر رہے ہیں اور اس کی سزا ضرور ملے گی۔ کس طرح ملے گی اللہ بہتر جانتا ہے۔ کچھ تو مل رہی ہے وہی اتنی زیادہ ہے کہ جو جاتے ہیں وہ پر پھڑ پھڑاتے ہوئے پاکستان سے نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے جو دیکھا تھا کچھ اور تھا یہ تو کچھ اور ہی بن چکا ہے۔ نہایت ہی بھیانک نقشے لے کر آتے ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ قوم پھر کس طرح زندہ ہے۔ غربت کا حال یہ ہے کہ دن بدن دولت جو ہے چند نہیں بلکہ چند سو یا چند ہزار خاندانوں میں اکٹھی ہو رہی ہے اور جو سڑکوں پر پلنے والا غریب ہے اس کا کوئی حال نہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور غریب کو تو قیمتوں کے خلاف احتجاج کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ اگر طاقت ہے تو ان کو جن کے پاس اپنی غربت کو دور کرنے کے لئے دوسرے ذرائع بڑی کثرت سے موجود ہیں۔

یہ عجیب واقعہ ہوا ہے ابھی کہ پاکستان کے کلرکوں نے احتجاج کیا اور سڑکوں پر نکل آئے اور بھوک کے خلاف احتجاج تھا اس لئے قمیضیں اتار کر باہر نکلے اور آپ حیران ہوں گے دیکھ کر اتنے موٹے موٹے پیٹ ہیں ان تصویروں میں کہ آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ بھوک کے خلاف ایسا احتجاج کبھی انسانی تاریخ میں نہیں کیا گیا ہوگا۔ بڑے بڑے موٹے پیٹ والے کلرک سڑکوں پہ نکلے ہوئے

ہیں، پیٹ سے کپڑے اٹھائے ہوئے کہ دیکھو جی ہم بھوکے۔ وہ بھوکے نہیں بھوکا بنانے والے لوگ ہیں۔ ہر کام جو کرتے ہیں غریب کا پیسے لے کر کرتے ہیں۔ پیٹ کے کپڑے تو ان غریبوں کو اٹھانے چاہئیں جن کو گھروں سے نکلنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ گولیوں کا نشانہ بنائے جائیں تو کوئی ان کا حامی و ناصر نہیں، کوئی ان کے ظلموں کا حساب لینے والا نہیں ہے یعنی ان پر ظلم کرنے والوں کا حساب لینے والا نہیں ہے۔ یہ ملک اس حال کو پہنچا ہوا ہے اوپر سے لڑائی کی تیاریاں۔ اوپر سے ہندوستان میں آنے والے مذہب کے نام پر نئے انقلابات اور مذہبی شریعت جو ان کی ہے اس کے تصور سے بھی آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر اس شریعت پر صحیح عمل کروایا جائے تو اگر کہیں کوئی پنڈت وید پڑھ رہا ہو اور کوئی مسلمان شودر پاس سے گزرے کیونکہ ہر غیر مذہب والا پھر شودر ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور اس کے کان میں اس وید کی آواز آ جائے تو ویدک وفاداروں کا فرض ہے کہ پگھلا ہوا سیسہ اس کے کان میں ڈالیں کہ تم بد بخت ہوتے کون ہو اس مقدس کلام کو سن کر اس کو ناپاک کرنے والے۔ یہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہندو گیتا اور ویدک تعلیم ہے تو یہ بھی ظلم ہے۔ یہ ویدک تعلیم حقیقت میں نہیں ہے۔ یہ پنڈت کی تعلیم ہے جو ہندو ملاں ہے اور اس نے ویدوں پر پہلے ظلم کیا اور پھر بنی نوع انسان پر ظلم کیا اور یہ جو ویدک تعلیم ہے یہ تو پاکستان میں بھی مل رہی ہے۔

کوئی احمدی کلمہ **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھ دے تو کہتے ہیں اس کی زبان نوچ لو اس نے کلمہ کو ناپاک کر دیا ہے۔ کسی کے گھر سے **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** لکھی ہوئی نکلے تو اس کو جیلوں میں ٹھونسو اور جوتیاں مارتے ہوئے تھانوں میں لے کے جاؤ کہ اس کے گھر سے **بسم اللّٰہ** دریافت ہوئی ہے۔ یہ بد بخت ہوتا کون ہے **بسم اللّٰہ** کو اپنے گھر میں رکھ کر اس کو ناپاک کرنے والا۔ تو یہ ویدک تعلیم بھی خدا کی تعلیم نہیں تھی، نہ ویدک میں تھی۔ یہ تعلیم جو میں بیان کر رہا ہوں پاکستان کی یہ کب قرآن اور سنت میں ہے۔ اس لئے جیسا ظلم اپنے تاریک زمانوں میں وید کے پجاریوں نے اپنے مذہب پر کیا تھا وہ قرآن کے ماننے والے خود اپنے دین پر آج کل ہی کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں۔ تو اگر مقابلہ ہو گا تو دو جہالتوں کا بڑا سخت مقابلہ ہو گا۔ اسلام بھی یہاں سے اپنے، جس طرح کہتے ہیں بوریا بستر لپیٹ کر اٹھ کھڑا ہو گا اور ویدک دھرم بھی ہندوستان سے نکل جائے گا کیونکہ نہ وہاں وید کے نام پر جنگ ہو رہی ہوگی، نہ قرآن کے نام پر جنگ ہوگی۔ ملائیت یعنی مسلمان ملائیت، ہندو ملائیت

سے ٹکرائے گی اور بہت ہی بھیانک مناظر ابھریں گے اور ان مظالم کا شکار تمام اعلیٰ انسانی اقدار ہو جائیں گی۔ مظلوم مارے جائیں گے اور ظالم، مظلوم پر پھبتیاں اڑاتے پھریں گے۔

پس ایسے ملک میں جہاں خدا کے نام پر مظالم ہوں، ایسے ملک میں جہاں رام کے نام پر مظالم ہوں، جہاں برہمو کے نام پر مظالم ہوں تو نہ خدا، نہ رام، نہ برہمو، کوئی بھی نہیں ملتا۔ سب ان ملکوں سے نکل چکے ہوتے ہیں تب یہ توفیق ہوتی ہے۔ ان کا حال تو ویسا ہی ہو چکا ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک ایسے چرچ میں جو سفید فاموں کا چرچ تھا ایک کوئی بڈھا سیاہ فام عیسائی اندر داخل ہو گیا۔ جب لوگوں کو پتا چلا کہ یہ سیاہ فام ہو کر سفید فام لوگوں کے چرچ میں آ گیا ہے تو انہوں نے مار کے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ انہوں نے کہا تمہاری یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ عیسائیت جو بھی تھی وہ محبت ضرور رکھتا تھا عیسائیت سے۔ وہ باہر نکل کر ساری رات اس چرچ کی سیڑھیوں پر روتا رہا کہ اے یسوع! میں تو تیری محبت اور پیار میں یہاں آیا تھا۔ مجھے اس چرچ سے دھکے دے کر نکال دیا گیا ہے۔ اس کو اسی حالت میں اونگھ آ گئی اور رؤیا میں حضرت یسوع دکھائی دیئے۔ اس نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے کیوں رو رہا ہے۔ اس نے جب بتایا۔ اس نے کہا دیکھو میں تو دو ہزار سال ہو گئے ہیں ایسے چرچوں میں میں نے گھس کر بھی نہیں دیکھا۔ تمہیں تو آج دیس نکالا ملا ہے چرچ سے، مجھے دو ہزار سال سے دیس نکالا ملا ہوا ہے۔ اگر میں روؤں تو میری بقیہ ساری عمر روتے روتے کٹ جائے گی۔ تم میرے ساتھ ہو خوش نصیب ہو۔ پس ایسے ملکوں میں جہاں اسلام کے نام پر ظلم ہوں یا ہندومت کے نام پر ظلم ہوں یا عیسائیت کے نام پر ظلم ہوں اگر کوئی نہیں ہوتا تو خدا نہیں ہوتا باقی سب چیزیں پھر چلتی ہیں اور پنپتی ہیں۔

دعا کریں کہ اللہ ان کو ہوش دے ان کو عقل اور ہوش کے ناخن دے مگر وہ ناخن لوگوں کو چھیلنے والے نہ ہوں۔ ظلم کے ناخن نہ ہوں۔ اللہ ان کو عقل دے، ایسی عقل نہ دے جو گھاس چرتی ہے۔ ایسی عقل دے جو جانوروں کو انسان بنانے والی عقل ہوا کرتی ہے نہ کہ انسانوں کو جانور بنانے والی۔ پس دعائیں سب سے بڑی طاقت ہیں۔ اپنی دعاؤں کو ان مقاصد کے لئے استعمال کرو اور نصیحت کو ان مقاصد کے لئے استعمال کرو۔ اپنے گردوپیش درد کے ساتھ، دل کی گہرائی کے ساتھ، ان حق کی آوازوں کو بلند کرو اور پھر انتظار کرو۔ میں تمہیں ایک یقین ضرور دلاتا ہوں اور آج تک کبھی میرا یہ یقین متزلزل نہ ہوا ہے، نہ مرتے دم تک ہوگا کہ تم ضرور سرفراز ہو گے۔ تمہاری قسمت میں ناکامی کا

خمیر نہیں ہے۔تم خدا کے عاجز بندے ہو۔کبیر اور متعال کے بندے ہو اسی کے بندے بنے رہو تو کبھی دنیا کے انقلابات تم پر کوئی منفی اثر پیدا نہیں کر سکیں گے۔اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔آمین